36

1۔ تحریک جدید اور جلسہ سالانہ کی بابت ہدایات

2۔ مولوی محمد علی صاحب کی کُھلی چِٹھی کا جواب

(فرمودہ 5 دسمبر 1941ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"میرا ارادہ تو آج جلسہ سالانہ کے متعلق اور تحریک جدید کے متعلق کچھ کہنے کا تھا مگر خطبہ سے کچھ منٹ پہلے قریباً 20، 25 منٹ پہلے مجھے ایک رجسٹری خط ملا ہے جس میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ایک کھلی چٹھی میرے نام ہے۔ اس لئے اس کے ایک سوال کو بھی مَیں نے خطبہ میں شامل کرنا مناسب سمجھا۔ پس آج کا خطبہ متفرق باتوں پر مشتمل ہو گا۔

سب سے پہلے تو مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ دوست تحریک جدید کے سلسلہ میں چندے ادا کرنے والے یا اس کے لئے وعدے کرنے والے بنے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک 25 ہزار روپیہ تک کے وعدے آ چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے خطبہ کو سن کر اپنے چندوں میں زیادتیاں کی ہیں اور ایسے بھی سعید ہیں جن کو خطبہ ابھی نہیں پہنچا مگر باوجود اس کے انہوں نے اپنے پہلے چندہ سے کافی زیادتی کی ہے اور بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے خطبہ پڑھنے سے پہلے ہی اپنے چندے لکھوا دیئے ہیں اور خطبہ کے مضمون سے ناواقف ہونے کی وجہ سے

اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے اور حسبِ دستورِ سابق تھوڑی سی زیادتی کے ساتھ وعدے لکھوا دیئے ہیں حالانکہ اگر وہ قربانی کی کوشش کرتے تو اَور بھی کر سکتے تھے۔ پھر ایسے بھی ہیں جو پہلے کوتاہی کر رہے تھے اور اپنی حیثیت سے کم چندے لکھوا رہے تھے اور انہوں نے میرا خطبہ پڑھنے کا انتظار نہ کیا اور اس سال بھی حسبِ سابق ہی چندہ لکھوا دیا جو اِن کے لئے قربانی نہیں کہلا سکتی۔ مجھے امید ہے کہ خطبہ کی اشاعت کے بعد دوست اس کے مضمون کو اچھی طرح ذہن میں رکھ لیں گے۔

قادیان کے دوستوں کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ ہر تحریک کو پہلے سن لیتے ہیں اور باہر والے جب خطبہ اخبار میں چھپ کر جاتا ہے تو اسے پڑھتے ہیں۔ خطبہ کل شائع ہو جائے گا کیونکہ مَیں نے گزشتہ خطبہ کل ہی دیکھ کر دیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے شائع ہو جاتا مگر مجھے بعض ضروری کام تھے۔ "الفضل" والوں نے یاد دہانی نہ کرائی اور پرسوں مَیں نے اتفاقاً ایک جگہ پڑا دیکھا تو خیال آیا کہ اسے دیکھ دوں۔ ایسے خطبات کے متعلق جلدی جلدی یاد دہانی کرائی جانی چاہئے تا وہ جلد از جلد چھپ سکیں۔

بہرحال تحریک شائع ہو چکی ہے اور جماعت کا ایک حصہ وعدے لکھوا بھی چکا ہے ان میں سے کثیر حصہ تو ایسا ہے جو قربانی کرنے والا ہے اور ایک قلیل حصہ ایسا ہے جس کے چندے یا وعدے قربانی نہیں کہلا سکتے۔ مَیں ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ صحیح معنوں میں قربانی کرنے کی کوشش کریں۔ یہ دینی کام ہے اور ہمارے تمام کام دراصل دعاؤں سے ہی تعلق رکھتے ہیں مگر دوست واقف نہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب بھی کوئی دینی تحریک ہو انہیں فوراً دعائیں کرنے میں لگ جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائے، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ اس کے دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچتی ہیں اور جماعت کے کمزور اور طاقتور دونوں کو قربانی کا موقع مل جاتا ہے اور انفرادی طور پر

یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایسے دوستوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے جو دینی تحریکات کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ جب تم خدا تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو اس لئے کہ وہ کسی دینی کام کو پورا کرے (دینی کام دراصل خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے) تو تم گویا اس سے دعا کرتے ہو کہ وہ اپنا کام کرے اور جب تم خدا تعالیٰ کے کام کے لئے اس سے دعا کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرا بندہ میرا کام کر رہا ہے۔ لاؤ مَیں بھی اس کا کام کروں۔ اللہ تعالیٰ کے بہترین فضلوں کو جذب کرنے والی دعاؤں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ جب بھی کوئی دینی تحریک ہو مومن دعاؤں میں لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے اور اگر کوئی مومن کسی دینی تحریک کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہے اور رقت و زاری کے ساتھ کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں کسی کو اس میں حصہ لینے کی توفیق مل جاتی ہے تو خواہ وہ دنیا کے کسی کنارے پر رہنے والا ہو اس کا ثواب اسے بھی ملے گا۔ جب کوئی مومن کسی دینی تحریک کی کامیابی کے لئے بڑی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس بندے نے بڑی دعا کی ہے اس کے نتیجہ میں اسے کچھ ضرور دینا ہے اور وہ کسی دور مقام پر رہنے والے کسی شخص کے دل میں یہ جوش پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اس میں زیادہ حصہ لے اور اس کا ثواب اس کے نام بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ اس کی روحانی تحریک سے اسے خدمت دین کا موقع ملا۔ مگر اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کہے گا کہ ہمارے بندے نے ہمارے کام کی خاطر دعا کی ہے اور ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم اپنا کام کریں۔ اس نے ہمارے کام کی فکر کی ہے ہم اس کے کاموں کی فکر کیوں نہ کریں۔ تو اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ خود اس کے کاموں کا بھی متکفّل ہو جائے گا اور اس کے کام خود کرنے لگے گا۔ اگر کوئی سچے دل سے یہ گُر آزمائے تو اسے ولایت کا مقام حاصل ہو جائے گا۔ ولایت اسی کا نام ہے۔ اولیاء اور صلحاء کے کاموں کے خدا تعالیٰ کے متکفّل ہو جانے کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ ان کے کاموں کا

متکفل ہو جاتا ہے اور اسی کا نام ولایت ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے کام کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے کرتا ہے اور جو انسان خدا تعالیٰ کا کام تو نہ کر سکے مگر اس کے مکمل ہو جانے کی دعا کرتا رہے تو اس کا مطلب بھی کام کرنے کا ہی ہے اور اس کے نتیجہ میں بھی خدا تعالیٰ اس انسان کے کام کرنے لگ جاتا ہے۔

غرض جو بندہ خدا تعالیٰ کے کاموں کو اپنا لیتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اس کے کاموں کو اپنا لیتا اور اس کا ولی بن جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ولایت کے یہ معنی نہیں کہ جس طرح دو شخص باہم فیصلہ کرتے ہیں کہ آؤ ایک دوسرے کے دوست بن جائیں اور پھر دعوت کرتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی ولایت اسی طرح ہوتی ہے کہ بعض بندے خدا تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے کاموں کا کفیل ہو جاتا ہے اسی کا نام ولایت ہے۔ پس دوستوں کو اس موقع پر بھی دعائیں کرنی چاہئیں اور ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب کوئی نئی تحریک ہو تو خواہ کوئی کہے یا نہ کہے وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنے میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ کامیاب کرے۔ پھر وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کے مصائب اور مشکلات کو دور کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ پھر ان پر کوئی مشکل یا مصیبت آئے گی نہیں۔ مصائب اور مشکلات دنیا میں آتی تو ضرور ہیں، اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر بھی مشکلات آتی ہیں حتّٰی کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بھی مصائب اور مشکلات آئیں۔ تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تم پر نہ آئیں۔ مگر یہ مصائب اور مشکلات کوئی چیز نہیں ہیں۔ اصل مصیبت وہ ہوتی ہے جو انسان کو تباہ کر دے اور ایسی مشکلات تم پر کبھی نہ آئیں گی۔

ایک دفعہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نوٹ ملا جو شاید مَیں تشحیذ الاذہان میں شائع بھی کروا چکا ہوں۔ اس میں آپ نے لکھا ہے کہ خواہ ساری دنیا میری مخالف ہو مجھے اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر اتنا فضل ہے کہ جب دنیا سو جاتی ہے وہ آسمان سے اتر کر مجھے تسلی دیتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں

اور جس شخص کو خدا تعالیٰ یہ تسلی دے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اس کے دل میں غم کہاں آ سکتا ہے۔ دنیا کا سب سے زیادہ مظلوم وجود محمد رسول اللہ ﷺ کا تھا مگر سب سے زیادہ خوش وجود بھی آپ کا ہی تھا۔ سب سے زیادہ مشکلات میں گھرا ہوا وجود آپ کا تھا مگر قیامت تک آپ سے زیادہ خوش وجود بھی اور کوئی نہ ہو سکتا۔ پس مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ لوگوں پر مشکلات نہ آئیں گی۔ بعض نادان ایسے ہوتے ہیں کہ دو تین روز نمازیں پڑھیں یا چند روز دعائیں کیں تو کہنے لگ جاتے ہیں کہ جی بڑی نمازیں پڑھیں، بڑی دعائیں کیں مگر کچھ نہیں بنتا، پھر بھی مشکلات دور نہیں ہوتیں حالانکہ مشکلات تو انبیاء پر بھی آتی ہیں اور مومنوں پر بھی ضرور آتی ہیں۔ پس مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ پر مشکلات یا مصائب نہ آئیں گی بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تباہ نہیں کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ایک واقعہ ہے جو گورداسپور میں ہوا۔ مَیں تو اس مجلس میں نہ تھا گو اس وقت گورداسپور میں موجود تھا۔ مجھ سے ایک اُس مجلس میں موجود راوی نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور دوست پاس دری پر بیٹھے تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے دوست جو مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے، بہت گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ حضور بہت خطرناک خبر سنی ہے۔ ہم لاہور گئے ہوئے تھے وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں آریوں کی خاص مجلس منعقد ہوئی اور یہ مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ ہے یہ بھی اس میں شامل تھا۔ آریوں نے اس پر بہت زور دیا ہے کہ مرزا صاحب ہمارے مذہب کے سخت مخالف ہیں انہیں ضرور سزا دے دو خواہ ایک دن کے لئے ہی کیوں نہ ہو، انہیں جیل میں ضرور بھیج دو یہ تمہاری ایک قومی خدمت ہو گی اور وہ وہاں یہ وعدہ بھی کر آیا ہے کہ مَیں ضرور ایسا کروں گا۔ مجھ سے راوی نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پہلے لیٹے ہوئے تھے پھر کہنی پر ٹیک لگا کر پہلو کے بل ہو گئے۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا۔ خواجہ صاحب

آپ کیا کہتے ہیں۔خدا تعالیٰ کے شیر پر بھی کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے؟

تو مومن کو مشکلات تو آتی ہیں مگر یہ مشکلات ایسی نہیں ہوتیں کہ اسے تباہ کر دیں۔بڑی مشکل وہ ہوتی ہے جو انسان کو تباہ کر دے ورنہ دنیا میں مشکلات آتی ہی ہیں۔زمیندار کو دیکھو سخت سردی میں ہل چلاتا ہے، کھیتوں کو پانی لگاتا ہے مگر وہ اسے مشکل نہیں سمجھتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بدلہ میں اسے فائدہ ہو گا۔مشکل انسان اسے سمجھتا ہے جس کے بدلہ میں وہ سمجھے کہ اس پر تباہی آ جائے گی۔عورت کو دیکھو اپنے بچہ کو وہ کس طرح پالتی ہے، کتنی مصیبتیں اس کے لئے جھیلتی ہے مگر ایک بچہ ابھی اس کی گود سے اترتا نہیں کہ دعائیں کرنے لگ جاتی ہے کہ خدا پھر میری گود ہری کرے اور اس کی اس دعا کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ خدایا میں پھر پیشاب سے بھیگوں، پھر میرا خون چُوسنے والا کوئی پیدا ہو۔اسی طرح اگر باپ ایسی دعا کرے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ایک اَور روٹی کھانے والا پیدا ہو جائے، ایک اَور کمرہ سنبھالنے والا ہو، ایک اور تعلیم پر خرچ کرانے ولا ہو، ایک اَور رو رو کر اس کے آرام میں خلل ڈالنے والا ہو۔تو ماں باپ کے لئے اولاد کا ہونا بظاہر تکلیف کا موجب ہوتا ہے مگر کیا ان مشکلات کو کوئی مشکل کہتا ہے۔اگر کوئی اسے مشکل کہے تو ہر شخص کہے گا کہ اس بیچارے کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

تو ان باتوں کا نام مشکل نہیں۔مشکل اسے کہتے ہیں جس کے نتیجہ میں انسان کو تباہی کا ڈر ہو۔جس کے بدلہ میں انعام ملنے والا ہو اُسے کوئی مشکل نہیں کہتا اور اسے مشکل کہنے والے کو کوئی باہوش انسان نہیں سمجھتا۔

غرض میری بات سے یہ دھوکا نہ کھاؤ کہ کوئی مشکل آئے گی ہی نہیں۔ایسا نہ ہو کہ چند روز دعائیں کرو اور پھر کہو کہ جی دیکھ لیا بڑے خطبے پڑھتے تھے کہ مشکلات دُور ہو جائیں گی مگر وہ بدستور ہیں۔بعض لوگ چند دن نمازیں پڑھ لیں تو کہنے لگ جاتے ہیں بہت نمازیں پڑھیں، بڑے روزے رکھے مگر مِلا مِلایا کچھ بھی نہیں دراصل "کچھ" کے معنے ان کے نزدیک اَور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ اَور۔

ان کی مثال اس میراثی کی سی ہوتی ہے جس کی نسبت کہتے ہیں کہ اس نے کسی مولوی کا وعظ سنا کہ نمازیں پڑھنے میں بڑے فائدے ہیں۔ دیہاتیوں کے نزدیک تو "فائدہ" اسی کو کہتے ہیں جو فوراً مل جائے۔اس نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ نماز سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔وہ کچھ اَور تو نہ بتا سکا صرف یہ کہا کہ مُنہ پر نور برسنے لگتا ہے۔ اس نے سوچا کہ چلو نور ہی سہی اور نماز شروع کر دی۔ صبح کی نماز کا وقت آیا تو سردی بہت تھی۔اس نے مولوی سے سنا کہ تیمم سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔اس نے اندھیرے میں ہی تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور جب ذرا روشنی ہوئی تو بیوی سے کہا کہ دیکھو تو سہی میرے چہرہ پر کوئی نور ہے۔اس نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں نور کیا ہوتا ہے لیکن تمہارے مُنہ پر سیاہی آگے سے زیادہ ہے۔اصل بات یہ تھی کہ اس نے اندھیرے میں تیمم کرنے کے لئے جو ہاتھ مارے تو وہ توے پر پڑے اور ہاتھوں پر بھی اور مُنہ پر بھی سیاہی لگ گئی۔جب بیوی نے کہا کہ مُنہ پر سیاہی زیادہ ہے تو اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور کہا کہ اگر نور کالا ہوتا ہے تو پھر تو گھٹا باندھ کر آیا ہے۔ دیکھو لو میرے ہاتھ بھی کالے ہیں۔تو دنیا میں ایک طبقہ ایسا بھی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی باتوں کو بھی جسمانیات کی طرف لے جاتا ہے اور ایسے لوگوں کو مَیں متنبّہ کرتا ہوں کہ میری اس بات سے وہ دھوکا میں نہ پڑیں۔

مصائب اور مشکلات انبیاء کا خاصہ ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ جتنا کوئی شخص خدا تعالیٰ کا پیارا ہوتا ہے اُتنا ہی وہ زیادہ مشکلات میں گھرا ہوا ہوتا ہے1 خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات کے وعدہ سے میرا مطلب وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے برکت دینے کا رنگ ہے۔

میرے خطبہ کی دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا **جلسہ سالانہ** سر پر آ گیا ہے اور اس موقع پر بہت سے آدمیوں اور بہت سے مکانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پچھلے سال مکانات کی بہت تکلیف ہو گئی تھی مگر پھر اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا اور احباب جماعت کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا اور انہوں نے مکانات خالی کر دیئے۔اب کے مَیں

پھر دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ اول تو کام کے لئے جتنے زیادہ سے زیادہ دوست اپنے آپ کو پیش کر سکیں، کریں۔اس موقع پر ہزاروں لوگ باہر سے آتے ہیں اور ان کی مہمان نوازی کے لئے بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔کسی کے گھر میں چار پانچ مہمان آ جائیں تو کس طرح وہ خود، اس کی بیوی اور بچے کام میں لگے ہوتے ہیں تب جا کر انتظام درست ہوتا ہے۔تو جہاں 25،30 ہزار بلکہ بعض مواقع پر اس سے بھی زیادہ مہمان آئیں ان کے لئے کس قدر آدمیوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ہماری جماعت کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے مشق کا سامان کر دیا ہے اور انہیں ہر سال مشق ہوتی رہتی ہے۔ہر سال مہمان آتے ہیں اور وہ ہر سال مہمان نوازی کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں انہیں ہر سال مشق ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے کام میں سہولت ہو جاتی ہے۔اس مشق کا موقع باہر کسی جگہ حاصل نہیں ہوتا۔جس طرح فوج کو باقاعدہ مشق کرائی جاتی ہے اسی طرح ہمارے ہاں بھی ہر سال مشق ہو جاتی ہے۔ فوج میں لاکھوں انسانوں کو کھانا مہیا کرنا ہوتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ ہر وقت کی روٹی ان کو مل سکے۔اس کے لئے کُم مسّریٹ (COMMISSARIAT) 2 کا علیحدہ محکمہ قائم ہوتا ہے جسے کھانا تیار کرنے اور وقت پر پہنچانے کی مشق کرائی جاتی ہے، کھانا پہنچانے کے طریق بتائے جاتے ہیں اور ان کو لاریاں، موٹریں اور دیگر ضروری سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ اتفاقی حوادث کا مقابلہ کرنے کا بھی انتظام کیا جاتا ہے اور اس وجہ سے ان لاکھوں لوگوں کو خوراک پہنچ جاتی ہے۔اسی طرح یہاں کے لوگوں کو بھی چونکہ ہر سال مشق کا موقع ملتا ہے اس لئے کام میں سہولت ہو جاتی ہے۔

اتنی مہمان داری جتنی یہاں ہوتی ہے اور کسی جگہ نہیں ہوتی۔بڑے بڑے عُرسوں پر بھی زیادہ سے زیادہ ایک وقت کی روٹی دی جاتی ہے اور وہ بھی بعض جگہ تو صرف دو دو روٹیاں دے دی جاتی ہیں اور بعض جگہ دو دو روٹیاں اور ساتھ دال دے دی جاتی ہے۔عُرسوں کے علاوہ بڑے اجتماع کانگرس وغیرہ کے جلسوں پر ہوتے ہیں

مگر وہاں دکانیں کھلوا دی جاتی ہیں کہ لوگ مول لیں اور کھائیں۔ یہ صرف ہمارا ہی جلسہ ہوتا ہے جہاں قریباً پندرہ بیس دنوں تک اتنے مہمانوں کو باقاعدہ کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس طرح اگر حساب کیا جائے تو لاکھوں کی حاضری ہو جاتی ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ ایسے مواقع پر بعض دفعہ رنجشیں بھی ہو جاتی ہیں۔ کسی کو کھانا بروقت نہ مل سکا یا فوراً کوئی جگہ نہ مل سکی تو رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر کام کے لئے الگ الگ منتظم مقرر ہوتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ پیش آمدہ مشکلات اور ان کے جو حل سوچے جائیں ان کا ریکارڈ رکھتے جائیں جو آئندہ کے لئے رہنمائی کا کام دے۔ سرکاری محکموں کی ترقی اسی طرح ہوتی ہے وہ رپورٹیں مرتب کرتے رہتے ہیں جن میں آئندہ کے لئے فیصلے بھی درج ہوتے ہیں۔ اگر ہم بھی ایسا انتظام کریں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

اِس وقت مَیں کارکنوں سے خاص طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں کو مار کر کام کریں اور خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے والے بنیں۔ مہمان کی سختی برداشت کرنا بھی ثواب کی بات ہے۔ وہ ناواقف ہوتے ہیں اور باہر سے آتے ہیں۔ پھر بعض نئے ہوتے ہیں جو بعض دفعہ سختی بھی کرتے ہیں۔ جب لاؤڈ سپیکر کا نیا نیا انتظام ہوا تو چونکہ عورتوں میں بھی میری آواز آسانی سے پہنچ جانے کا انتظام ہو گیا تھا منتظمات نے عورتوں سے کہا کہ کُھل کر بیٹھیں آواز ہر جگہ پہنچے گی۔ زنانہ جلسہ گاہ میں لڑکیاں انتظام کا کام کرتی ہیں اور آنے والی عورتوں کو بٹھاتی ہیں ان میں میری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں۔ باہر سے جو بہت سی دیہاتی عورتوں کا ایک گروہ آیا تو میری ایک لڑکی نے ان سے کہا کہ آپ یہیں بیٹھ جائیں آواز پہنچتی رہے گی وہ اس پر اتنی ناراض ہوئیں کہ انہوں نے میری لڑکی کو نیچے گرا لیا اور اس کے اوپر سے روندتی ہوئی گزر گئیں اور کہا کہ تم ہم کو دھوکا دیتی ہو کہ ان لکڑیوں میں سے آواز آجائے گی۔ تو ناواقفی میں مہمانوں سے ایسی حرکتیں ہو جاتی ہیں مگر چاہیئے کہ ایسے مواقع پر

ناراض ہونے کی بجائے صبر و تحمل سے کام لیا جائے اور مہمانوں کی سختی کو برداشت کیا جائے۔ بعض احمدیوں کے ساتھ غیر احمدی بھی ہوتے ہیں اور ان احمدیوں کو احساس ہوتا ہے کہ یہ ہمیں میزبان سمجھتے ہیں اور ان کے آرام کی خاطر مہمان نوازوں سے سختی بھی کر لیتے ہیں اس لئے وہ اگر کسی منتظم کے ساتھ سختی سے بھی پیش آئیں تو چاہئے کہ وہ آگے سے محبت اور پیار سے ہی جواب دیں، چہرہ پر بشاشت ہو، یہ بھی بہت برکت کا موجب ہوتا ہے کہ آدمی کا چہرہ بشاش ہو۔ ایسا بشاش چہرہ انسان کے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی خوشی کا موجب ہوتا ہے۔ خشک چہرہ والا اپنے آپ کو بھی جلاتا ہے اور دوسروں کو بھی جلاتا ہے۔ پس چاہئے کہ کوئی سختی بھی کرے تو آگے سے یہی کہا جائے کہ آپ جو فرمائیں ٹھیک ہے۔ آپ جس طرح کہیں ہم اسی طرح کریں گے اور چہرہ پر کوئی گھبراہٹ نہ ہو بلکہ بشاشت ہو۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسری ضرورت مکانوں کی ہوتی ہے۔ دوستوں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مکان منتظمین کے حوالے کر دیں اور جہاں تک ہو سکے اپنے مکان فارغ کر دیئے جائیں۔

تیسری بڑی ضرورت کھانے کے انتظام کی ہے۔ اِس وقت ہر چیز گراں ہو رہی ہے اس وقت پانچ روپیہ من آٹا ہے اور اگر بارش نہ ہوئی تو ساڑھے پانچ چھ روپیہ تک ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے حالات بہت نازک ہیں، ہر چیز مہنگی ہو رہی ہے۔ لکڑی جو پہلے دس بارہ آنہ من تھی اب چودہ آنہ اور ایک روپیہ من ہو گئی ہے بلکہ بعض جگہوں سے تو مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ ڈیڑھ روپیہ من تک لکڑی کی قیمت ہو گئی ہے۔ اس لئے اس بات کا خاص طور پر انتظام ہونا چاہئے کہ کھانا کہیں زائد نہ جائے۔ اس کے لئے انسپکٹر مقرر ہونے چاہئیں۔ وہ یہ دیکھیں کہ کسی جگہ کھانا زیادہ نہ جائے اور یہ بھی کہ کم نہ دیا جائے۔ اس وجہ سے کہ فی پرچی کھانے کی ایک مقدار معیّن ہوتی ہے۔ بعض لوگ دس مہمان ہوتے ہیں تو بیس لکھ دیتے ہیں۔ پس کھانا برتانے والے بھی کھانا پورا دیں۔ اگر ایک مہمان پانچ یا دس روٹیاں کھانے والا ہے

تو وہ قانون کو کیا کرے۔ پس تعداد صحیح بتائی جائے اور کھانا بھی پورا دیا جائے۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ صحیح مردم شماری ہو سکے گی اور دوسرا یہ کہ فریب بھی نہ ہو سکے گا۔ دس مہمان ہوں تو بیس بتا دینا یوں بھی جھوٹ ہے۔ اس لئے جو ایسا کرتا ہے وہ گناہ کرتا ہے اور جو دس کی بجائے آٹھ کا کھانا دیتا ہے وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ پس ایسے انسپکٹر مقرر کئے جائیں جو اس بات کی نگرانی کریں کہ مہمانوں کی تعداد غلط نہ بتائی جائے اور یہ بھی دیکھیں کہ کھانا پورا ملے۔ پرچی لکھوانے والوں کو کہہ دیا جائے کہ مہمانوں کی تعداد صحیح بتاؤ۔ ہاں اگر کھانا زیادہ درکار ہو تو اتنا ہی دے دیا جائے گا۔ اس سے یہ فائدہ بھی ہو گا کہ بعض مقامی غیر احمدی جو شرارت کرتے ہیں وہ نہ کر سکیں گے اور دھوکا دے کر کھانا لے جانے والوں کی تعداد بہت کم ہو جائے گی۔ جو شخص جتنی روٹی کھاتا ہے اسے اتنی ہی دی جائے۔ اگر کوئی بیس کھانے والا ہے تو اسے بیس ہی دی جائیں۔ ان باتوں کا بہت خیال رکھا جائے۔ مَیں نے گزشتہ سال اس کی بعض حکمتیں بتائی تھیں اَور بھی بتا سکتا ہوں مگر یہ موقع نہیں۔ پس انسپکٹر ضرور مقرر کئے جائیں اور جس کی پرچی جھوٹی ثابت ہو اُسے سزا دی جائے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ کھانا پورا ملے۔ اگر کھانا پورا ملنے کا انتظام کر دیا جائے تو پھر جو جھوٹ بولے اسے وہی سزا دی جائے جو جھوٹ بولنے والوں کو ایک سچی قوم کو دینی چاہیئے۔ جھوٹ بولنے والا تو مذہب سے بھی خارج ہوتا ہے اور ایسے شخص کو اگر ہم جماعت سے بھی خارج کر دیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ پس جھوٹی پرچیوں کو روکا جائے۔ ہر ایک مہمانوں کی تعداد صحیح بتائے۔ اگر کسی کے گھر میں دس مہمان ہیں اور وہ دس دس روٹیاں کھانے والے ہیں تو وہ بے شک سو روٹیاں لے جائے مگر تعداد اتنی ہی بتائے جتنے درحقیقت مہمان ہیں۔

اس سلسلہ میں چوتھی بات وہی ہے جو مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ دوست دعائیں کریں۔ جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں یہ بہت نازک زمانہ ہے ہر چیز گراں ہو رہی ہے۔ پھر جماعت پر تحریک جدید کا بھی بوجھ ہے۔ اس لئے دعائیں کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش برسائے۔ اس سے جلسہ سالانہ پر بھی آرام ملے گا اور

گو جلسہ کے لئے تو گندم خریدی جا چکی ہے لیکن اگر بارش نہ ہوئی تو ایسا قحط پڑنے کا اندیشہ ہے کہ ممکن ہے لوگ پچھلے سالوں کی طرح جلسہ پر نہ آ سکیں۔ پس دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ قحط کے سامان دور کرے۔ گورنمنٹ دھمکیاں تو بہت دیتی رہتی ہے کہ گندم مہنگی نہ کی جائے اور اس پر کنٹرول کے اعلان بھی کرتی رہتی ہے مگر عملاً کرتی کچھ نہیں۔ اس کی مثال بالکل اس بنئے کی سی ہے جو لڑتے وقت کہتا ہے کہ اب تم گالی دے کر دیکھو مَیں پنسیری ماروں گا مگر مارتا کبھی نہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ بھی دھمکی تو دے دیتی ہے مگر پھر خاموش ہو جاتی ہے۔ وہ قریباً ڈیڑھ ماہ سے بَنیوں والی لڑائی لڑ رہی ہے۔ وہ دھمکی دیتی ہے کہ اب اگر بھاؤ بڑھا تو کنٹرول قائم کر دیا جائے گا مگر بیوپاری اَور بڑھا دیتے ہیں اور وہ پھر خاموش ہو جاتی ہے۔ جب اس نے یہ دھمکیاں شروع کیں اُس وقت بھاؤ قریباً چار روپے نو آنے من تھا۔ مگر اب پانچ روپے پانچ آنے بلکہ اس سے بھی زیادہ چڑھ گیا ہے۔ بعض نادان زمیندار ممبروں نے اسمبلی میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ گندم مہنگی کی جائے اور وہ اس میں زمینداروں کا فائدہ سمجھتے ہیں مگر انہیں یہ شاید معلوم نہیں کہ آجکل کی مہنگائی کا فائدہ زمینداروں کو نہیں ہو سکتا بلکہ تاجروں کو ہوتا ہے۔ آجکل کس زمیندار کے گھر میں گندم ہوتی ہے؟ اس موسم میں تو بعض زمینداروں کے گھروں میں بیج کے لئے بھی گندم نہیں ہوتی اور زمیندار بے چاروں کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ان کا غلہ نکلتا بعد میں ہے اور بِک پہلے جاتا ہے۔ تاہم جیٹھ ہاڑ کی گرانی سے زمینداروں کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

آجکل کی گرانی کا فائدہ ان کو نہیں بلکہ تاجروں کو پہنچتا ہے۔ تاجروں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب زمینداروں کے ہاں گندم ہوتی ہے اس وقت سَستی خرید لیتے ہیں اور جب ان کے پاس نہ رہے تو مہنگی کر دیتے ہیں اور اس طرح لوگوں کو تنگ کرتے اور ملک کو خوب لوٹتے ہیں۔

پس دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قحط کے آثار دور کر دے اور مالی مشکلات

کو رفع فرمائے۔ ہمارے جلسہ کو بھی کامیاب بنائے اور ہمیں توفیق دے کہ اس کی راہ میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں کر سکیں۔

اس کے بعد مَیں اب اُس چِٹھی کو لیتا ہوں جو مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور جسے میرے نام کھلی چٹھی قرار دیا گیا ہے۔ اس میں مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"چند ماہ ہوئے آپ نے مجھے دعوت دی تھی کہ مَیں قادیان میں آ کر آپ کی جماعت کے سامنے وہ دلائل پیش کروں جن کی بناء پر جماعت لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے کے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر نہیں ٹھہرایا اور نہ خود نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسے مَیں نے خوشی سے منظور کیا اور صرف اس قدر درخواست کی تھی کہ جماعت تو جلسہ سالانہ کے موقع پر ہی جمع ہوتی ہے اس لئے اُس وقت مجھے یہ موقع دیا جائے۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ لکھا کہ جلسہ سالانہ پر آپ یہ موقع نہیں دے سکتے۔ البتہ جلسہ سالانہ کے بعد دو دن دے سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کے مہمانوں کا خرچ بحساب تین ہزار روپیہ یومیہ مَیں ادا کروں۔ یعنی چھ ہزار روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ جواباً مَیں نے لکھا تھا کہ قادیان میں جا کر ہم آپ کے مہمان ہوں گے اور آپ اور آپ کی جماعت کی حیثیت میزبان کی ہو گی اور میزبان کا یہ مطالبہ کہ مہمان اپنا ہی نہیں میزبان کا خرچ بھی ادا کرے مہمان نوازی کے اسلامی خُلق کی بالکل ضد ہے آپ نے اب تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اب چونکہ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے اس لئے یاد دہانی کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ خود دعوت دے کر اب آپ کا اس طرح خاموشی اختیار کرنا مناسب نہیں۔"

مَیں نے مولوی صاحب کو یہاں آ کر دوسرے دنوں میں تقریریں کرنے کی دعوت دی تھی اور یہ صحیح ہے کہ ان کی طرف سے یہ مطالبہ ہؤا تھا کہ جلسہ کے دنوں میں انہیں موقع دیا جائے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر لوگ ہزاروں میلوں سے آتے ہیں اور ہزاروں جماعتوں اور قوموں کے لوگ آتے ہیں اور ہماری جماعت کا جلسہ پر 25، 30 ہزار روپیہ خرچ ہو جاتا ہے اور جو لوگ آتے ہیں وہ بھی لاکھوں روپیہ خرچ کر کے آتے ہیں۔ کلکتہ اور بنگال کے دوسرے شہروں یا بہار وغیرہ سے یہاں تک ایک آدمی کا ایک طرف کا کرایہ 20، 25 روپیہ لگتا ہے اور اگر یو۔پی کے پَرے سے آنے والوں کی تعداد دو سو بھی سمجھ لی جائے اور وہ سب تھرڈ کلاس میں ہی سفر کریں تو دس پندرہ ہزار روپیہ تو صرف ان کا ہی خرچ ہو جاتاہے۔ حالانکہ آنے والوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر اگر سندھ ، مدراس، بمبئی، کنانور وغیرہ علاقوں سے آنے والوں کا کرایہ اور سفر کے دوسرے اخرجات دیکھے جائیں تو یہ رقم بہت بڑی بن جاتی ہے اور دو سو میل سے زیادہ دور سے آنے والوں مثلاً صوبہ سرحد، راولپنڈی اور دہلی وغیرہ سے جو دوست آتے ہیں ان کا خرچ بھی 20، 25 روپیہ فی کس سے کم نہیں ہوتا اور ان کی تعداد ہزار پندرہ سَو بھی سمجھ لی جائے تو بیس پچیس ہزار روپیہ تو ان کا خرچ ہی بن جاتا ہے۔ قریب کے علاقوں سے آنے والے لوگ اس کے علاوہ ہیں۔ اور اس طرح آنے والوں کا خرچ ایک لاکھ بلکہ اس سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مَیں اپنی جماعت کے دوستوں کا اتنا روپیہ جو میری اور میرے معاونین کی باتیں سننے کے لئے خرچ کرتے ہیں ضائع کرا دوں۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ ایسی مثال پہلے بھی کہیں ملتی ہے؟ مَیں نے جو دعوت دی تھی وہ ایسے موقع کے لئے تھی جب میرے لئے سہولت ہو۔ مولوی صاحب کا مطالبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کا ہے لیکن جلسہ کے موقع پر ہماری جماعت کے لوگ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہاں پر میری اورمیرے ساتھ کام کرنے والوں کی باتیں سننے کے لئے آتے ہیں مولوی صاحب کی نہیں۔ اگر انہیں ان کی باتوں کا شوق

ہوتا تو یہاں نہ آتے بلکہ لاہور جاتے۔ پس جو لوگ لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر کے میری اور میرے ساتھ کام کرنے والوں کی باتیں سننے آتے ہیں انہیں میں مولوی صاحب کی خاطر کیوں مایوس کروں اور کیوں تکلیف میں ڈالوں؟ البتہ مَیں نے یہ کہا تھا کہ اگر وہ اس موقع پر ہی باتیں سنانا چاہیں تو ہم جلسہ کی تاریخوں سے آگے یا پیچھے دو دن بڑھا دیں گے اور مَیں اعلان کر دوں گا کہ دوست کوشش کر کے ان دنوں کے لئے ٹھہر جائیں مگر ان مہمانوں کو چونکہ مولوی صاحب کی باتیں سننے کے لئے ہی ٹھہرایا جائے گا اس لئے ان دنوں کا خرچ بھی انہی کو دینا چاہئے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میرا یہ مطالبہ کہ "مہمان اپنا ہی نہیں میزبان کا خرچ بھی ادا کرے۔ مہمان نوازی کے اسلامی خُلق کی بالکل ضد ہے۔" لیکن مَیں کہتا ہوں کہ میزبان تو مَیں ہوں اور مَیں نے تو اپنا خرچ نہیں مانگا باہر سے آنے والے تو مہمان ہیں اور جن مہمانوں کو ان کی دعوت پر اور ان کی باتیں سننے کے لئے ٹھہرایا جائے گا ان کا خرچ تو بہرحال انہی پر پڑنا چاہئے اور یہ اسلامی خلق کے بالکل خلاف بات نہیں۔ مہمان کا خود کہنا کہ میرے لئے پلاؤ پکایا جائے، قورمہ پکایا جائے یہ تو مہمانی نہیں بلکہ بے حیائی سمجھی جاتی ہے۔ اگر تو مولوی صاحب کہیں کہ مَیں خود آتا ہوں تو ہم ان کی مہمان نوازی کریں گے لیکن یہ کہ مہمان کہے میرے ساتھ اتنے ہزار آدمیوں کی بھی دعوت کرو اور ان کے لئے بھی کھانے کا انتظام کرو یہ کوئی اسلامی خلق نہیں ہے اور ایسی بات نہ کر سکنے کا نام اسلامی خُلق کی ضد مَیں نے تو کسی جگہ نہیں پڑھا۔ اگر جیسا کہ وہ کہتے ہیں یہی اسلامی خُلق ہے تو وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم بھی اس طرح مہمان نوازی کی دعوت دے دیا کریں اور لکھ دیا کریں کہ آپ اس قدر آدمیوں کی مہمان نوازی کا انتظام کریں۔ ہمارے آدمی آپ کو کچھ باتیں سنانے کے لئے آتے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ کس طرح اس اسلامی خلق پر عمل کرتے ہیں۔ ہماری تو لاہور کی جماعت ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی ہے باہر سے بھی لے جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر وہی ان کے اس اسلامی خلق کا امتحان کرنے لگے تو

ان کو دو چار دفعہ میں ہی پتہ لگ جائے۔ غرض مہمان کا یہ حق نہیں کہ وہ کہے میری تقریر سننے کے لئے بیس، پچیس ہزار آدمی جمع کئے جائیں اور ان کو کھانا بھی کھلایا جائے اور ایسا مطالبہ پورا نہ کر سکنے کا نام اسلامی خُلق کی ضد رکھنا زبردستی اور دھینگا مشتی ہے۔ اگر مولوی صاحب ثابت کر دیں کہ یہ بھی مہمان نوازی میں شامل ہے کہ کوئی شخص کہے مَیں اپنی تقریر سنانے آ رہا ہوں اور اسے سننے کے لئے بیس پچیس ہزار آدمی جمع کئے جائیں اور ان کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام کیا جائے تو وہ ایسی آیت اور حدیث جس میں اسے مہمان نوازی کا حصہ قرار دیا گیا ہو لکھ کر بھیج دیں تو مَیں مان لوں گا۔ چاہے مجھے کتنا نقصان ہو مَیں فوراً تسلیم کر لوں گا لیکن اگر واقعی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کی مہمان نوازی اسلامی خلق میں داخل ہے تو اس خلق کا تجربہ ہمیں ایک سال کے لئے کر لینے دیں اس کے بعد ہم سے مطالبہ کریں۔ ہاں مولوی صاحب اگر میری دعوت کے مطابق آنا چاہتے ہیں تو اپنی سہولت کے لحاظ سے جس موقع پر انہیں مَیں دعوت دوں آ جائیں لیکن ان کا ہمارے جلسہ کے وقت کو اپنے لئے حاصل کرنے کا مطالبہ کرنا اور یہ کہنا کہ زائد وقت دے کر اپنے بھی اور ان کے بھی ہزاروں آدمیوں کے کھانے کا انتظام کروں یہ کوئی اسلامی خلق میں شامل بات نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاں مہمان جائے اور پھر خود ہی کئی ہزار لوگوں کو بھی اس کے ہاں مدعو کرنے کا آرڈر بھیج دے۔ ایسے آدمی کو تو ہر شخص ڈھیٹ کہے گا اسلامی مہمان نہیں کہے گا۔ پس یہ بات اسلامی خلق میں داخل نہیں کہ ہم مولوی صاحب کی تقریریں سننے کے لئے بیس پچیس ہزار آدمیوں کو روک کر ان کا زائد خرچ برداشت کریں۔ جو جائز صورت تھی وہ تو مَیں نے خود پیش کر دی تھی اور اس کے لئے مَیں اب بھی تیار ہوں۔ اس صورت میں میرے لئے صرف اتنا کام ہوتا کہ مَیں قادیان کے لوگوں کو جمع کر دیتا مگر ان کا یہ مطالبہ کہ جلسہ کے دنوں میں ہم ہزاروں لوگوں کو روکیں اور ان پر خرچ کریں یہ مہمان نوازی کا طریق اسلام کی کسی تعلیم میں مَیں نے نہیں پڑھا۔ ہاں

میری دعوت موجود ہے جلسہ کے موقع کے سوا جب وہ آسکیں اور مجھے سہولت ہو وہ تشریف لے آئیں۔مَیں قادیان کے لوگوں کو جمع کر دوں گا بلکہ باہر بھی اعلان کر دوں گا کہ جو دوست آنا چاہیں آ جائیں۔وہ اپنی باتیں سنا دیں اور مَیں یا میرا نمائندہ اپنی سنا دے گا مگر جو دعوت وہ چاہتے ہیں وہ تو زبردستی کی دعوت ہے اور بالکل ایسی ہی بات ہے کہ مہمان نہ صرف خود آ جائے بلکہ کارڈ چھپوا کر دوسروں کو بھی بھیج دے۔لوگ ایٹ ہوم دیا کرتے ہیں جو کسی کے اعزاز میں دعوت ہوتی ہے۔ایسی دعوت پر جسے جتنے آدمیوں کو بلانے کی توفیق ہو بلا لیتا ہے کوئی دس کو بلا سکا تو دس بلا لئے اور کوئی سَو کو بلا سکا تو سو کو بلا لیا مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ کوئی شخص خود ہی کارڈ چھپوا کر دو ہزار لوگوں کو بھیج دے کہ فلاں شخص کے ہاں میرا ایٹ ہوم ہے تم بھی اس میں شریک ہو یا کسی کے ہاں شادی ہو لوگ جمع ہوں اور مولوی صاحب بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جائیں اور کہیں کہ مَیں نے اسلام کے متعلق تقریر سنانی ہے تم اپنی تقریب کو چھوڑ دو اورمیری تقریر سنو اور پھر مہمانوں کے لئے جو کھانا تیار ہوا ہو اس پر اپنے ساتھیوں سمیت ہاتھ صاف کرنے لگ جائیں۔یہ کوئی اسلامی تعلیم اور اسلامی خلق نہیں بلکہ اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف بات ہے۔اور ایک سوال کا رنگ ہے جسے اسلام بے شرمی قرار دیتا ہے۔ہم نے تو اتنی شرم کی کہ انہوں نے سوال کیا اور وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ 3 کے حکم کے ماتحت ہم نے ان کو دعوت دے دی کہ آپ آیئے ہم آپ کی میزبانی کریں گے اور آپ کے ساتھ جو چند لوگ ہوں گے ان کی بھی کیونکہ وہ دیر سے کہہ رہے تھے کہ آپ اپنی جماعت کو میری باتیں سننے نہیں دیتے۔مَیں نے کہا کہ اچھا آپ آ جایئے مَیں قادیان کے لوگوں میں آپ کی تقریر کرا دوں گا۔مگر انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ اچھا تمہاری میزبانی منظور ہے مگر میری تقریر سننے کے لئے اپنا بیس ہزار آدمی بھی جمع کرو۔اب اگر ہم اتنے لوگوں کو ان کے لئے جمع کریں پھر دو تین ہزار وہ ساتھ لے آئیں تو یہ تو کوئی مہمانی اور میزبانی کی صورت نہیں بلکہ یہ تو لُوٹ ہے۔

اگر اس کا نام مہمانی ہے تو وہ پہلے ہمیں اس کا تجربہ کرا دیں لیکن ہم اگر ایسا تجربہ کرائیں تو وہ شور مچانے لگ جائیں۔ مجھے مولوی صاحب کا جواب دینے کی تو کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ مَیں پہلے جواب دے چکا ہوا ہوں۔ مگر پھر بھی مَیں نے دے دیا ہے تا ان کو حسرت نہ رہے کہ جواب نہیں دیا۔ اگر وہ جلسہ کے موقع پر آکر تقریریں کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہی ہے جو مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ گو اب ریٹ بہت بڑھ گئے ہیں اور ہر چیز مہنگی ہو چکی ہے۔ بعض قیمتیں تو ڈیوڑھی سے بھی زیادہ ہو گئی ہیں اور اس طرح پہلے تین ہزار کا مطالبہ تھا اب ½ 4 ہزار کا ہونا چاہئے مگر مَیں پہلے ہی مطالبہ پر قائم ہوں۔ وہ تین ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے ہی چھ ہزار روپیہ بیت المال میں بھیج دیں اور ہم جلسہ کے دو دن بڑھا دیں گے اور یہ بھی کہہ دیں گے کہ جو دوست بھی ٹھہر سکیں ضرور ٹھہر جائیں اور اگر وہ دوسرے دنوں میں آنا چاہیں تو پھر کوئی خرچ ان سے نہ لیا جائے گا۔ ہم قادیان کے دوستوں کو جمع کر دیں گے اور باہر بھی اعلان کر دیں گے کہ جو دوست آنا چاہیں یا آسکیں وہ آجائیں۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے جلسہ پر بھی اتنے آدمی نہیں ہوتے جتنے یہاں عام جمعہ کے دن جمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی جمعہ کے لئے جتنے لوگ بیٹھے ہیں اتنے کبھی بھی انہیں اپنے جلسہ میں نصیب نہیں ہوتے۔ اگر مَیں ان کے جلسہ پر جاؤں یا میرا نمائندہ جائے۔ فرض کرو مولوی ابو العطاء صاحب جائیں تو انہیں وہاں اتنے سامعین تو نہیں مل سکتے جتنے یہاں جمعہ میں بیٹھے ہیں۔ پس انہیں اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے اور حق تو یہ ہے کہ باتیں ایک دوسرے کی سننے والے سنتے اور پہنچانے والے پہنچاتے ہی رہتے ہیں اس انتظام کی بھی کوئی خاص ضرورت نہ تھی یہ تو ہم نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے بطور احسان دعوت دی تھی مگر انہوں نے اس احسان کی قدر نہ کی اور غیر معقول مطالبات شروع کر دیئے۔ پھر ایک اور بات بھی میری تجویز میں اِن کے فائدہ کی ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ قادیان میں میرے قول کے مطابق (میرے اس قول کے مطابق جو

مولوی محمد علی صاحب کے مُنہ سے نکلا) قادیان میں پانسو منافقین ہیں اور ان کے بعض ساتھیوں کی زبانی ہزاروں منافق یہاں موجود ہونے کا مَیں نے اظہار کیا ہے۔ پس جب وہ عام دنوں میں یہاں آ کر تقریر کریں گے تو قادیان کے لوگوں کی کثرت ہو گی اور یہ سب منافق بھی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہہ اٹھیں گے کہ مولوی صاحب نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔ منافق تو قادیان میں ہی ہیں باہر نہیں ہیں۔ اس لئے اگر سامعین میں باہر کے لوگ بھی ہوئے تو منافقین کی نسبت کم ہو جائے گی لیکن اگر صرف قادیان کے ہی لوگ ہوئے تو ان میں سے اگر پانسو بھی کھڑے ہو کر کہہ دیں گے کہ مولوی صاحب کے دلائل بہت وزنی ہیں اور ہم جماعت سے نکل کر ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں تو اس میں ان کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔ بشرطیکہ ان کا یہ قول صحیح ہو کہ قادیان میں پانسو منافق ہیں۔ لیکن اگر یہ جھوٹ ہے اور فی الواقع جھوٹ ہے تو جھوٹ کا وبال جھوٹ بولنے والے کی گردن پر ہے۔ ہم اس کے کسی طرح ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔"　(الفضل 12 دسمبر 1941ء)

1: ابن ماجہ ابواب الفتن باب اَلصَّبْرُ عَلَى الْبَلَاءِ

2: کم مسریٹ (COMMISSARIAT) سپاہیوں کی رسد رسانی کا محکمہ۔ (فرہنگ آصفیہ)

3: الضحیٰ :11